Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 30, Sr.No.77, 2009, pp 31 - 38

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۰، شمارہ ۷۷، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۰۹ء

ذکر ایران و عجم
غالب کی فارسی شاعری کا اہم پہلو

ڈاکٹر نجم الرشید ☆

Abstract:

Persian remained the court language of sub-continent during the Muslim period. Thousand of poets compose their verses in Persian language and Ghalib is considered among the most celebrated of them. He was a bilingual poet who wrote some of the most famous poetry both in Urdu and Persian. Although he claimed to be a great Persian poet but his Urdu poetry is also ranked among the best works. In this article the Persian and Urdu verses of Ghalib have been evaluated in which he mentions his desire to visit or live in Iran.

Key words: Persian poetry, Ghalib Iran, Sub-continent.

مغلیہ دور میں ایرانی دانشمند، ادیب اور شعرا بڑی تعداد میں ایران سے ہجرت کر کے برصغیر میں آباد ہو گئے تھے۔ چونکہ اس دور میں یہاں علمی، ادبی اور سرکاری زبان فارسی تھی، لہذا ایرانی حضرات خود کو اہل زبان سمجھتے اور مقامی دانشمندوں، ادبا اور شعرا کے مقابلے میں خود کو برتر اور بہتر خیال کرتے، جس کی وجہ سے یہاں کے ادیب دو حصوں میں تقسیم ہو گئے: ایک مقامی اور دوسرے ایرانی۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ فارسی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

ایران و عجم اور ماوراء النہر وہ سرزمین ہے جس سے غالب کے آباو اجداد کا خمیر اٹھا تھا۔ جس کی آب و ہوا میں انہوں نے عمریں گزاری تھیں اور جس خطہ نے انہیں تعلیم و تربیت کے امکانات اور مواقع فراہم کرنے کے بعد معاشرے میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا کیا تھا۔ غالب کے اجداد اپنی مٹی ، اپنی زمین اور اپنا وطن چھوڑ کر ہندوستان میں آباد ہوئے تو اپنی زبان ، ثقافت ، معاشرت ، اقدار اور روایات کو چھوڑنا تو دور کی بات ، انہیں بھلانا بھی ان کیلئے دشوار تھا۔ مدتوں تک یہ خاندان دو مختلف تہذیبوں کی بلند اقدار کو سینے سے لگائے آگرہ و دہلی جیسے شہروں میں مقیم رہا کہ اس خاندان میں آسمان علم و ادب کا وہ ستارہ نمودار ہوا جس کی چمک سے نہ صرف اس خاندان کو شہرت اور دوام حاصل ہوا ، بلکہ جس سے جہان لفظ و معنی کو نئی زندگی اور روشنی نصیب ہوئی۔ غالب نے ہندوستان میں آنکھ کھولی، بچپن میں وہ ماحول میسر ہوا جس میں ایران ، ہندوستان اور اسلامی تہذیب وتمدن کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ شیراز ، اصفہان ، ہرات ، سمرقند و بخارا خوابوں کی وہ جنت تھی جس کا ذکر غالب نے بچپن ہی میں سنا۔ خاقانی ، سعدی ، حافظ ، عرفی ، نظیری اور بیدل جہان علم و ادب کی وہ شخصیات ہیں ، جن کے اشعار غالب کے کانوں میں رس گھولتے رہے ۔ مروجہ علوم کی تحصیل کے دوران ہی جہاں ایک طرف غالب کو ہندوستانی ماحول ملا ، یہاں کی علمی و ادبی فضا میسر آئی ، دوسری طرف وہیں وہ خاندانی پس منظر بھی تھا جس سے غالب کا لگاؤ فطری تھا ، اور جس سے وابستگی اور محبت انکی سرشت میں شامل تھی ، اور پھر جب طبیعت شعر وسخن کی طرف مائل ہوئی تو فارسی اور اردو شاعری بام عروج پر پہنچی ہوئی تھی۔ عرفی ، نظیری ، بیدل اور ظہوری وہ شعرا تھے کہ جن کی پیروی میں شعر کہنا کامیابی کی دلیل سمجھا جاتا تھا اور جن کے راستے پر چلنا ہی معیار ٹھہرا تھا۔ غالب کی ذہنی اور فکری صلاحیتوں میں جہاں اس کے خاندانی پس منظر اور تعلیم و تربیت کا دخل تھا وہیں غالب کو خدا نے

وہ قدرت کلام عطا کی تھی اور اقلیم سخن میں وہ صلاحیت بخشی تھی کہ لفظ و معنی اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے اور مدعا اور مطلب ہر خدمت انجام دینے کے لیے کمر بستہ رہتے ، تراکیب اور اصطلاحات نئے مفاہیم لیے تمام تر جلووں کے ساتھ اُس کے سامنے رقص کناں رہتیں۔ جب غالب نے ہوش سنبھالا تو گھر میں اگر چہ اردو بولی جاتی تھی لیکن درحقیقت انہوں نے ہندوستان میں رہتے ہوئے بھی کافی حد تک فارسی اور ایرانی ماحول میں پرورش پائی اور تمام تر تعلیم فارسی زبان میں حاصل کی ۔ ایرانی النسل ہونے کی وجہ سے خود کو اہلِ زبان خیال کرتے اور ایران اور عجم سے محبت فطری تھی۔ غالب کو فارسی نظم و نثر میں دسترس و مہارت حاصل تھی ۔ اردو زبان میں غالب نے وہ باکمال اشعار کہے ہیں کہ ڈیڑھ سو سال گزرنے کے باوجود آج بھی انکی لطافت ، تازگی اور شگفتگی میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی۔ اگر یہاں یہ کہا جائے کہ غالب نے اردو زبان میں شعر کہہ کر اردو زبان پر احسان کیا ہے تو بے جا نہ ہوگا دوسری طرف اردو زبان نے انہیں جو عزت ، مرتبہ اور شہرت عطا کی وہ بلاشبہ بہت کم شعراء کے نصیب میں آتی ہے۔

غالب کے فارسی کلام کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو بہت سے اشعار ایسے ملتے ہیں کہ جن میں غالب نے ایران و عجم کا ذکر نہایت عقیدت و احترام سے کیا ہے اور فارسی زبان ، ایرانی ماحول اور ثقافت کی تعریف کی ہے ۔ ایرانی شہروں اور وہاں کے شعراء اور اہل علم کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے اور اپنا علمی و نسلی تعلق ان سے جوڑنے کی کوشش کی ہے بلکہ وہ اس تعلق کا ذکر نہایت فخر اور ناز سے کرتے ہیں ۔ انکی فارسی شاعری میں شاید یہی وہ مقام ہے کہ جہاں وہ خود کو برتر اور اعلیٰ تسلیم کرتے ہوئے اپنے احساسات اور جذبات کا اظہار کرتے ہیں ، جیسا کہ میرزا قتیل لاہوری کی شخصیت اور شاعری سے متعلق ان کے جو خیالات اور آراء ملتی

ہیں وہ مبنی بر انصاف نہیں ہیں۔ میرزا قتیل قادر الکلام صاحب اسلوب شاعر ہیں۔ انکی غزلیات میں وہ مضمون آفرینی اور چاشنی موجود ہے جس کی لذت سے آج بھی تشنگان علم و ادب اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

غالب نے ساری زندگی ہندوستان میں گزاری، مگر ایران میں زندگی گزارنے کی خواہش ان کے دل میں ہمیشہ خلش پیدا کرتی رہی۔ بے بسی کی یہ چبھن نوک خار کی مانند ان کے کلام میں موجود ہے۔ اصفہان و شیراز کا حسن و جمال ان کے دل پر نقش ہے جو ان کے اشعار میں بھی منعکس ہے۔ غالب کے فارسی کلام کے مطالعہ کے دوران چند شعر جب بھی نظر سے گزرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے غالب ہندوستان میں رہتے ہوئے بھی ہندوستان میں نہیں ہیں بلکہ اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح اصفہان اور شیراز پہنچ جائیں اور وہاں کی فضا میں سانس لے سکیں۔ غالب کے کلام اور ان کی زندگی کے اس پہلو پر غور کیا جائے تو چند وجوہات کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔

اول: یہ کہ اس دور کا علمی اور ادبی ماحول ایرانی تہذیب و تمدن اور فارسی ادبیات کے زیر اثر تھا۔

دوم: یہ کہ غالب کے آباء و اجداد ایرانی النسل اور زرتشتی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا عجم سے لگاؤ فطری تھا۔

سوم: یہ کہ غالب نے معاشی اعتبار سے انتہائی مشکل اور کٹھن زندگی گزاری۔ غالب کو اپنے زمانے میں وہ سرپرستی حاصل نہ ہوئی جو اس کا حق تھا۔ ہندوستان سے بیزاری شاید اسی سبب سے تھی۔

چہارم: یہ کہ غالب کافی حد تک خودستائی، فخر و ناز اور تکبر کے شکار رہے ہیں۔

فارسی شاعری کی محبت میں غالب اپنے اردو کلام کو ''بے رنگ'' تک کہہ دیتے ہیں:

فارسی بین تا ببینی نقش های رنگ رنگ
بگذر از مجموعۂ اردو که بی رنگ من است

یہی وہ نفسیاتی کیفیت ہے کہ جس میں غالب یہ بتاتے ہیں کہ اگرچہ ان کا تعلق ہندوستان سے ہے اور یہیں انہوں نے پرورش پائی اور تعلیم حاصل کی ہے لیکن وہ فارسی زبان کے شاعر اور ایرانی النسل ہیں جہاں کی تہذیب وتمدن ان کی رگ رگ میں بسی ہوئی ہے۔ لہذا وہ ایران کے مقابلے میں ہندوستان کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے غالب ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ یہیں پرورش پائی اور تعلیم وتربیت حاصل کی اور پھر یہیں علم وادب میں وہ شہرت کمائی جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ وہ اپنے ایک شعر میں کرتے ہیں کہ ان کی آواز ، حرف ، گفتگو اور شعری مہارت کا تعلق کسی طرح سے بھی سرزمین ہندوستان سے نہیں ہے بلکہ اس کا اصل سبب اصفہان ، ہرات اور قم کی سرزمین ہے جس سے غالب کے آباء کا تعلق رہا ہے:

غالب ز هند نیست نوائی که می کشم
گوئی ز اصفهان و هرات و قمیم ما (غالب،۱۹۶۹: ۳۱)

قدیم زمانے میں غالب کے اجداد کا تعلق زرتشتی مذہب سے تھا۔ غالب کہتے ہیں کہ میری سرشت اور نہاد میں زرتشتی آگ کی چنگاریاں موجود رہی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ میں مغان شیوہ دلبروں کے داغِ محبت ہی سے جل گیا۔ آگ میری فطرت میں تھی ، ذرا سے داغ نے جلا ڈالا:

شرار آتش زر تشت در نهادم بود
که هم به داغ مغان شیوه دلبرانم سوخت (ایضاً، ۱۰۶)

غالب کے مزاج کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ وہ اپنے جذبات و احساسات کو اپنے وجود میں مقید نہیں کر سکتے ، جو محسوس کیا اسے شعر میں بیان کر دیا۔ ایک جگہ ہندوستان کو''

خاک کدورت خیز'' تک کہہ دیا۔ شاید یہاں کے ماحول اور لوگوں کے رویوں سے اس قدر تنگ آگئے کہ دل گرفتگی کی کیفیت کا اظہار انتہائی سخت الفاظ میں کر ڈالا۔ دوسری طرف اصفہان، یزد ، شیراز اور تبریز کا ذکر بے حد شوق سے کیا ہے۔ شعر ملاحظہ فرمائیں :

غالب از خاکِ کدورت خیز هندم دل گرفت
اصفهان هی ، یزد هی ، شیراز هی ، تبریزهی (ایضاً، ۴۴۵)

غالب جب بھی پریشان حال ہوتے اور انکی طبیعت مکدر ہوتی تو ہندوستان اور یہاں کے لوگوں سے اکتاتے ہوئے اس خواہش اور آرزو کا اظہار کرتے ہیں کہ کاش ایران و عجم کی سرزمین اور فضاؤں میں گم ہو جاؤں اور ایک آوارہ پنچھی کی مانند وہاں کی آب و ہوا میں کھو جاؤں :

گرفته خاطر غالب ز هند و اعیانش
برآن سرست که آوارهٔ عجم گردد (ایضاً، ۲۴۷)

ایک دوسری جگہ بھی غالب کی یہی کیفیت ہے، پریشان حال اور دل گرفتہ ان کے نزدیک ان کی شاعری اور قوت گویائی بسمل جیسی ہوئی جاتی ہے۔ ہندوستان میں معیاری شعر کی قدر کرنے والا کوئی شخص موجود نہیں ہے اور کوئی شعر شناس دکھائی نہیں دیتا۔ وہی خواہش و آرزو کہ ہندوستان کی آب و ہوا سے نکل کر اصفہان اور شیراز کے ماحول میں زندگی بسر کرسکیں جہاں ان کے بقول شعر شناس اور ادب پرور بے شمار ہیں۔

غالب از آب و هوای هند بسمل گشتَ نطق
خیز تا خود را به اصفهان و شیراز افگنم (ایضا، ۳۷۱)

ہندوستان سے اصفہان کو کوچ اور ہجرت کی خواہش اور نجف میں مرنے کی آرزو۔ یہ وہ ارمان تھے جو غالب کے فارسی کلام میں محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ نجف میں مرنے کی آرزو میں تو مذہبی عقائد کا دخل بھی ہوسکتا ہے لیکن ہندوستان سے گریز اور اصفہان کو ہجرت کی خواہش

کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اس کے عوامل کیا تھے؟ شاید وہی کہ اصفہان فارسی شاعری اور ادب پروری کے لیے مشہور شہر رہا ہے۔ غالب کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

غالب از هندوستان بگریز، فرصت مفتِ تست
در نجف مردن خوشست و در صفاهان زیستن (غالب،۱۹۶۹:۳۸۶)

غالب دین اور مذہب کے عالم نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ مجھے دین کے اسرار و رموز سے آگاہی نہیں، اس حوالے سے مجھے معذور سمجھا جائے۔ درحقیقت میری سرشت اور نہاد عجمی اور ایرانی جبکہ رہن سہن، زندگی کا اسلوب اور شیوۂ حیات عربی ہے:

رموز دین نشناسم درست و معذورم
نهاد عجمی و طریق من عربی است (ایضاً، ۱۹۶۹: ۱۳۹)

غالب نے فارسی شاعری کے علاوہ اردو میں بھی انتہائی عمدہ شاعری کی ہے۔ اگر ہم غالب کے اردو کلام کا بغور مطالعہ کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں غالب پر یہ کیفیت طاری نہیں ہے۔ غالب نے اپنے اردو دیوان میں ایک جگہ بھی اس بات کا اظہار نہیں کیا ہے کہ ہندوستان سے اس کی طبیعت اچاٹ ہے اور وہ شیراز، تبریز اور اصفہان میں زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ یہاں کی آب و ہوا اس کی فکری و ذہنی نشو و نما کے لیے ناموزوں ہے۔ یہاں شعر شناس اور شعر دوست حضرات کی کمی ہے۔ غالب نے اپنے فارسی دیوان میں اپنی فارسی شاعری سے متعلق جس رائے کا اظہار کیا ہے اور جس طرح سے اسے اپنی اردو شاعری کی نسبت بہتر خیال کیا ہے۔ اس سے سبھی اہل علم حضرات واقف ہیں۔ ان کا یہ شعر زبان زدِ خاص و عام ہے:

فارسی بین تا ببینی نقش های رنگ رنگ
بگذر از مجموعهٔ اردو که بی رنگ من است

غالب نے مذکورہ شعر اپنے فارسی دیوان میں لکھا ہے۔ اور یہاں اپنی فارسی شاعری کو

اردو تکرار سے بہتر خیال کیا ہے ۔ جبکہ اردو دیوان میں غالب نے فارسی شاعری کے مقابلے میں اپنی اردو شاعری کے گُن گائے ہیں ۔ غالب یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اردو شاعری کس طرح فارسی شاعری سے بڑھ کر ہوسکتی ہے تو زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ۔ بس غالب کا کوئی اردو شعر اسے ایک بار پڑھ کر سنا دیجئے بات خود واضح ہو جائے گی:

جو یہ کہے کہ ریختہ کیوں کہ ہو رشکِ فارسی؟
گفتۂ غالب ایک بار پڑھ کے اسے سنا کہ یوں (غالب،۱۹۹۸: ۵۶)

غالب کے اردو دیوان میں کہیں بھی شیراز ، اصفہان ، تبریز اور یزد کا ذکر اس طرح سے نہیں ملتا ، جس شوق سے اس نے ان شہروں کا ذکر انہوں نے اپنے فارسی دیوان میں کیا ہے ۔ اردو دیوان میں ایک جگہ ہندوستان سے باہر جانے کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور وہ بھی اس طرح سے:

لکھنو آنے کا باعث نہیں کھلتا ، یعنی
ہوس سیر و تماشا ، سو وہ کم ہے ہم کو

مقطع سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر
عزم سیر نجف و طوف حرم ہے ہم کو (ایضاً،۵۸)

مآخذ:

☆ غالب ، میرزا اسد اللہ خان (۱۹۶۹) ؛ غزلیات فارسی ، بہ تصحیح سید وزیر الحسن عابدی؛ لاہور: پنجاب یونیورسٹی۔

☆ ایضاً (۱۹۹۸) ؛ دیوان غالب، بہ تصحیح ڈاکٹر سید معین الرحمٰن ؛ لاہور: مکتبۂ اعجاز۔